حاصل مطالعہ

مسئلہ کشمیر

محمد بشیر ہرل
دبستانِ فکرِ اقبال

1

مسئلہ کشمیر

محمد بشیر ہرل، دبستان فکر اقبال

(اس مختصر مضمون میں مسئلہ کشمیر کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقصد عام شہریوں اور نوجوانوں کو ابتدائی معلومات مہیا کرنا ہے)

درخواست ہے کہ جہاں اصلاح کی ضرورت ہو 0333-6517766 پر میری رہنمائی فرمائی جائے

تقسیمِ ہند کا اصول یہ طے ہوا تھا کہ مسلم اکثریت والے علاقے پاکستان میں اور ہندو اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل ہوں گے البتہ خود مختار ریاستوں کو ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی کے ساتھ الحاق کا اختیار دیا گیا تھا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ تک حیدر آباد، جونا گڑھ، اور کشمیر نے ابھی کسی کے ساتھ الحاق کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ یہ تینوں ریاستیں آزاد اور خود مختار تھیں۔ لیکن ان تینوں ریاستوں پر بھارت نے جارحانہ قبضہ کر لیا۔ کشمیر کا الحاق عارضی تھا لیکن ستر سال میں تقریباً پچاس صدارتی حکمناموں کے ذریعہ مرکزی حکومت کو آئین کے تحت حاصل ۹۷ امور میں سے ۹۵ مقبوضہ کشمیر پر نافذ کر دیے گئے۔ دفعہ ۳۷۰ کی حیثیت بھی اب صرف اتنی رہ گئی تھی کہ کوئی غیر کشمیری ریاست میں جائیداد نہیں خرید سکتا۔ ۵ اگست ۲۰۱۹ء کو بھارت نے یہ دفعہ ۳۷۰ بھی ختم کر دی ہے جس سے اب یہ رکاوٹ بھی ختم ہوگئی ہے اور اب بھارت وہاں دوسرے علاقوں سے لا کر انتہا پسند ہندوؤں کو آباد کرے گا اور آبادی کے تناسب میں مسلم اکثریت کو ختم کرے گا۔

ریاست حیدرآباد [1]

۸۲ ہزار مربع میل رقبہ پر مشتمل امیر کبیر ریاست حیدرآباد ہندوستان بھر میں اہم ترین تھی۔اس کی آبادی ایک کروڑ ۶۰ لاکھ تھی، اُس وقت سالانہ آمدن ۲۶ کروڑ تھی۔اپنا سکہ اور ڈاک ٹکٹ چلتے تھے۔آبادی کی اکثریت ہندو تھی لیکن حکمران یعنی نظامِ حیدرآباد مسلمان تھا جن کا خاندان اٹھارہویں صدی کے شروع سے حکمران چلا آتا تھا۔نظام حیدرآباد نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہا تو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے دورۂ پاکستان کے دوران پٹیل کا پیغام پہنچایا کہ پاکستان حیدرآباد کا مطالبہ چھوڑ دے اور پورا کشمیر لے لے۔ہمارے ہاں اس پر غور اور مشورہ جاری تھا کہ بھارت نے چاروں طرف سے فوجی گھیرا ڈال کر نظام سے ”عارضی" الحاق پر دستخط کروا لیے، اور قائداعظم کی وفات کے ۴ دن بعد ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ کو ریاست پر مکمل فوجی قبضہ کر لیا۔

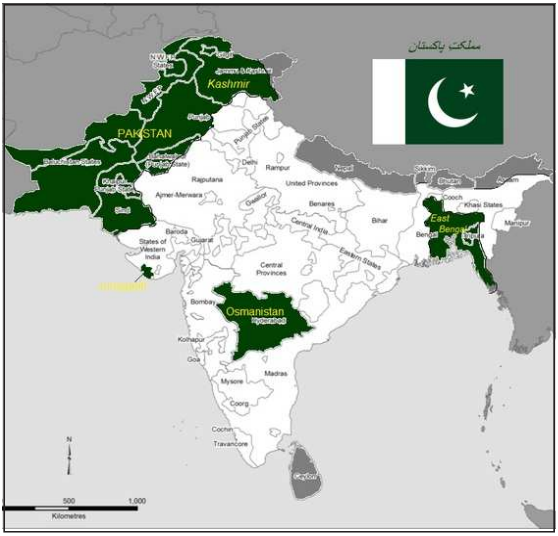

ریاست جونا گڑھ [1]

۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ کو ریاست جونا گڑھ اور مناودر نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرلیا۔ یہ ۳۷۳۷ مربع میل رقبہ پر ایک چھوٹی اور آزاد ریاست کراچی سے صرف ۳۰۰ میل نیچے ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر واقع تھی جس کا حکمران مسلمان تھا لیکن ۷ لاکھ آبادی کی اکثریت ہندو تھی، پاکستان سے الحاق کی خبر بھارت کو ہوگئی اور گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم کو ایک تاریعنی ٹیلیگرام بھجوادیا جس میں دلیل دی گئی کہ" چونکہ جونا گڑھ میں ہندوا کثریت ہے اس لیے اس کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے"۔ اس معاملہ پر وزیراعظم لیاقت علی خان کے مذاکرات بھارت سے چلتے رہے۔

ریاست جموں و کشمیر

ریاست جموں و کشمیر برصغیر کے شمال مغربی حصہ میں 84,471 مربع میل پر وسیع ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ یعنی حیدرآباد اور جونا گڑھ کے مجموعی رقبہ کے تقریباً برابر۔ اس کی سرحدیں تبت، چین، افغانستان، اور واء خان کی پٹی سے پار، روس سے ملحق ہیں ۔ پہاڑی سرزمین ہونے کی وجہ سے

آبادی گنجان نہ تھی اور ۱۹۴۱ کی مردم شماری کے مطابق ۴۱ لاکھ تھی جن میں سے ۹۳ فیصد مسلمان تھے البتہ جنوبی حصہ جموں میں مسلمان ۶۱ فیصد تھے۔ جغرافیائی طور پر کشمیر مغربی پاکستان کے میدانوں کا پہاڑی تسلسل ہے، سندھ، جہلم اور چناب تین بڑے دریاؤں کا منبع کشمیر میں ہے، ریل اور سڑک کے سارے رابطے پاکستان کے ساتھ تھے، لکڑی ان دریاؤں کے راستے ہی پاکستان بھجوائی جاتی جو کشمیر کی معیشت ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کا ثقافتی اور مذہبی رشتہ پاکستان کیساتھ فطری ہے۔ اس طرح جغرافیائی، معاشی ثقافتی اور مذہبی حوالوں سے کشمیر پاکستان ہی کا قدرتی حصہ ہے۔ سکھوں کی شکست کے بعد ۱۸۴۶ء میں ایک معاہدہ کے تحت انگریزوں نے ریاست جموں کشمیر ایک زمیندار گلاب سنگھ کو ۷۵ لاکھ میں بیچ دی تھی مہاراجہ اور اس کے ڈوگرہ قبیلہ نے ایک سو سال تک ریاست پر جابرانہ حکومت قائم رکھی۔ ریاست کی ترقی کے لئے کچھ بھی نہ کیا گیا البتہ مسلمان عوام سے بھاری خراج یعنی ٹیکس وصول کیا جاتا۔ مسلمانوں پر ہندوؤں کو واضح ترجیح دی جاتی اور مسلم عوام غربت کی ناقابل بیان سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور رہے۔ تعلیم رائج ہونے کے بعد ۱۹۳۰ء سے بنیادی سیاسی حقوق کے لئے آواز اٹھنے لگی جس کی قیادت کشمیر سے شیخ عبداللہ اور جموں سے چوہدری غلام عباس کر رہے تھے۔ ان دونوں نے مل کر جموں کشمیر مسلم کانفرنس کے نام سے سیاسی پارٹی قائم کر لی تو مہاراجہ نے ان کی آواز دبانے کے لئے تشدد شروع کر دیا اور گولی چلانے تک چلا گیا۔ اس پر پنجاب سے بڑی تعداد میں لوگ کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے وہاں چلے گئے اور ۳۰ ہزار افراد نے وہاں جا کر گرفتاری دے دی۔ اسی دوران لاہور میں علامہ محمد اقبال کی زیرِ صدارت کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ علامہ اقبال کے آباؤ اجداد نے بھی کشمیر سے ہی پنجاب ہجرت کی

تھی۔ جب مزاحمت بڑھی تو حکومتِ ہند نے ایک کمیشن کی سفارشات پر چند آئینی اصلاحات نافذ کیں اور ۱۹۳۹ء میں جزوی طور پر منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک قانون ساز اسمبلی قائم کردی گئی۔ پنڈت نہرو کی شیخ عبداللہ سے پرانی دوستی تھی۔ اس نے اس شرط پر مہاراجہ کے خلاف مزاحمت میں شیخ عبداللہ کی تائید کرنے کا وعدہ کیا کہ وہ پارٹی کا نام مسلم کانفرنس کی بجائے نیشنل کانفرنس رکھ دے۔ اس طرح یہ جماعت مسلمانوں کی نمائندہ کی بجائے ایک سیکولر جماعت بن گئی۔ پاکستان کا مطالبہ مقبول ہونے کے بعد کشمیر کے بارے میں کانگرس اور مسلم لیگ میں ٹھن گئی اور چوہدری غلام عباس کی سربراہی میں مسلم کانفرنس کو دوبارہ فعال کردیا گیا۔ شیخ عبداللہ بدستور سیکولر نیشنل کانفرنس کے صدر، اور کانگرس کے حاشیہ نشین بنے رہے۔

جب تقسیمِ ہند کا فارمولا طے ہو رہا تھا تو کانگرسی رہنماؤں نے صوبہ سرحد اور کشمیر کو

ہندوستان میں شامل کرنے کی بہت کوشش کی۔ شیخ عبداللہ اور سرحدی گاندھی عبدالغفار خان ان کے ہمنوا تھے، لیکن صوبہ سرحد کے ساتھ زمینی رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے انھیں کامیابی نہ ہوئی۔ صوبہ سرحد اور ہندوستان کے

درمیان کشمیر کے علاوہ اور کوئی زمینی راستہ نہ تھا، چنانچہ کشمیر میں ہندوستانی قبضہ پاکستان کے لئے مستقل دفاعی خطرہ ہوتا۔ اسی طرح پاکستان کو سیراب کرنے والے سارے دریا ہندوستانی قبضہ میں چلے جاتے۔ بھارت کا کشمیر کے ساتھ زمینی رابطہ بھی صرف ضلع گورداسپور میں پٹھان کوٹ کے راستہ ہی تھا۔ واحد دوسرا راستہ ہماچل پردیش کے دشوار گزار پہاڑوں میں سے تھا جن پر سڑکیں بھی نہیں بنی تھیں۔ چنانچہ کانگرسی لیڈروں نے اندرونِ خانہ کشمیر کے لئے راستہ کا معاملہ طے کر کے ریڈ کلف ایوارڈ میں تبدیلی کروائی اور گورداسپور، بٹالہ، فیروز پور، زیرا کی مسلم اکثریت والی تحصیلیوں کے علاوہ پٹھانکوٹ بھی ہندوستان کو دیدی گئی۔ جس وقت دونوں حکومتوں کے درمیان کشمیر کے بارے میں چوہے بلی کا کھیل جاری تھا اسی دوران ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ کو شیخ عبداللہ نے ایک پریس کانفرنس میں یہ الفاظ کہے "ریاستِ کشمیر کا محلِ وقوع ایسا ہے کہ اگر ہندوستان کے ساتھ الحاق کرلے تو پاکستان پوری طرح گھیرے میں آجائے گا"۔ اس طرح کشمیر پر قابو پا کر بھارت پاکستان پر بھی قابو پا سکتا تھا۔ اتفاق دیکھیے کہ اسی دن ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ کو ہی لیاقت علی خان نے چوہدری محمد علی کو بڑی راز داری اور مسرت سے بتایا کہ ہزاروں قبائیلیوں کا لشکر کشمیری مسلمانوں کی مدد کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر روانہ ہو چکا ہے۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ کو دریائے جہلم عبور کرتے ہی قبائلی لشکر نے مہاراجہ کے فوجیوں کو مغلوب کرلیا اور ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک ریاست کے دارلحکومت سری نگر کے قریب اُڑی تک پہنچ گئے۔ ۲۵ اور ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ کی درمیانی شب مہاراجہ، جو خود مختار کشمیر کے لیے کوشاں تھا، سری نگر سے فرار ہو کر اپنے خاندان سمیت جموں چلا گیا۔ قبائلی لشکر اگر ۲۶ اکتوبر کو بارہ مولا میں رکنے کی بجائے سری نگر میں داخل ہو جاتا تو قبضہ یقینی تھا کیونکہ محل خالی

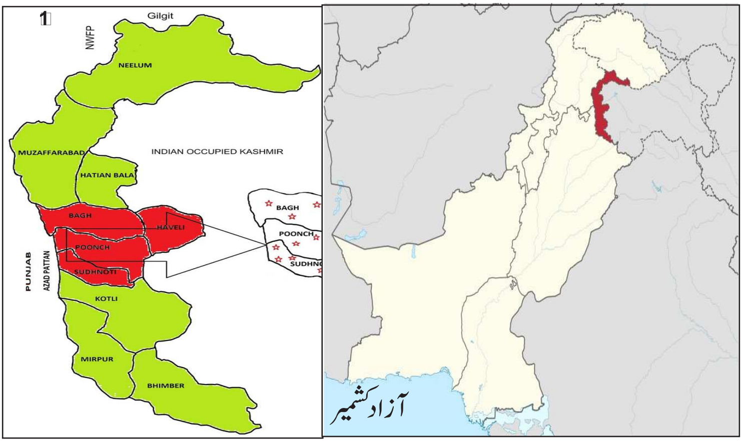

تھا۔حملہ کی خبر سنتے ہی بھارت نے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن سے کشمیر میں بھارتی فوج داخل کرنے کے حکم پر دستخط مانگے تو اس نے بھی جنرل میسری کی طرح یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک مہاراجہ بھارت کے ساتھ الحاق نہ کرے، آپ فوج داخل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ نہرو اور پٹیل نے وی پی مینن کو بذریعہ ہوائی جہاز جموں بھجوا کر آدھی رات کو دستاویزِ الحاق پر مہاراجہ کے دستخط لئے اور ماؤنٹ بیٹن کے پاس پہنچے۔ دستاویزِ الحاق پر دستخط کرنے سے پہلے مونٹ بیٹن نے فائل پر یہ الفاظ لکھے:

"it is my Government's wish that as soon as law and order have been restored in Jammu and Kashmir and her soil cleared of the invader the question of the State's accession should be settled by a reference to the people."

اس جعلی الحاق پر ماؤنٹ بیٹن کے دستخط ہوتے ہی بھارت نے اسی رات ائیر فورس کے ذریعے اسلحہ اور اپنی فوج سری نگر میں داخل کرنا شروع کر دی جس نے قبائلی لشکر کو سری نگر کے باہر ہی روک کر پیچھے دھکیل دیا۔ کشمیر کا صرف ۳۲ فیصد حصہ آزاد کروایا جاسکا جس کی

چوڑائی صرف ۱۲ کلومیٹر سے ۶۰ کلومیٹر ہے لیکن ایک بریکٹ کی طرح کے اس آزاد[1] کشمیر نے بھارت کا تعلق صوبہ سرحد اور افغانستان سے ناممکن کر کے باچا خان اور نہرو کا ناپاک خواب خاک میں ملا دیا۔ بھارت خود مسئلہ کو اقوامِ متحدہ میں لے گیا جہاں سلامتی کونسل نے رائے شماری کی شرط کے ساتھ جنگ بندی کا حکم جاری کر دیا۔ یہ رائے شماری آج تک نہیں ہوسکی اور ہندوستان ہمارے دریاؤں پر ڈیم بناتا اور ہمارے لئے پانی کا بحران پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔

دفعہ ۳۷۰ کا خاتمہ اور کشمیر کا بھارت سے الحاق

۵ اگست ۲۰۱۹ء کو آئین، قانون ، بین الاقوامی یقین دہانیوں اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے نریندر مودی کی بی جے پی حکومت نے بھارتی آئین سے دفعہ ۳۷۰ ختم کر دی جس کے تحت کشمیر کو خصوصی حیثیت حاصل تھی اور اس طرح آئینی طور پر کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی گئی ہے۔ اس پر پاکستان میں بہت احتجاج اور یونیورسٹیوں، ریڈیوز اور ٹی وی پر بہت احتجاجی پروگرامز ہوئے اور اس دن سے کشمیری عوام سراپا احتجاج ہیں لیکن وہاں سخت سنسر اور کرفیو نافذ کر کے ان کے لیڈروں کو بھارت کے دوسرے علاقوں کی جیلوں میں منتقل کیا جا رہا ہے، اور نہتے کشمیریوں کا خون آج بھی بہہ رہا ہے۔

ناجائز الحاق

1

آخر کار ۳۰ دسمبر ۲۰۱۹ء کو بھارت نے اپنے آئین میں ترمیم کر کے کشمیر کو تین الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے یعنی لداخ، کشمیر و جموں۔ یہ تینوں علاقے الگ الگ براہ راست دہلی حکومت کی نگرانی میں رہیں گے۔ یعنی کشمیر کا بھارت کے ساتھ یکطرفہ الحاق مکمل کر لیا گیا۔ افسوس ہے کہ پاکستان کے بھرپور احتجاج اور توجہ دلانے کے باوجود عالمی طاقتوں نے بھارت کی نہ مذمت کی نہ اس کا راستہ روکا۔

یعنی جیسے ۱۸ جنوری ۲۰۲۰ء کو امریکہ نے اسرائیل کے قبضہ میں تمام فلسطینی علاقوں کو اسرائیل کی یہودی ریاست کا حصہ تسلیم کر لیا ہے اسی طرح امریکہ اور اس کے حواری مقبوضہ کشمیر پر بھارت کا قبضہ جائز تسلیم کر چکے۔ جبکہ بھارت ۹۳،۰۰۰ کشمیریوں کو شہید، ہزاروں کو زخمی اور اندھا کر چکا ہے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

کشمیر، تاریخ کے آئینے میں

1

کشمیر میں مسلمان ۹۴%، جموں میں ۳۳%، اور لداخ میں ۴۶% ہیں

۱۳۲۱ء کشمیر میں سن ۱۳۲۱ء میں اسلام پھیلا جب بدھ راجہ رنجن مسلمان ہو گیا۔ ہندو برہمنوں نے جو پنڈت کہلاتے ہیں، اس وقت سے مخالفت شروع کر دی

۱۵۸۵ء مغلوں نے کشمیر فتح کر لیا اور برہمنوں کو اعلیٰ عہدے دے کر خاموش کر دیا ۱۷۴۰ء مغل محمد شاہ نے انہیں کشمیری پنڈت کا خطاب دے دیا

۱۷۵۱ء احمد شاہ ابدالی نے ریاست فتح کر لی، اس وقت تک حکومت میں پنڈتوں کا عمل دخل ختم ہو چکا تھا

۱۸۱۹ء پنڈتوں نے رنجیت سنگھ کو حملے کی دعوت دی جس نے کشمیر پر قبضہ کر کے اسلامی حکومت کا تسلسل ختم کر دیا

۱۸۴۶ء انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر کشمیر پر قبضہ کر لیا، اور اسی سال ریاست جموں کے ہندو راجہ گلاب سنگھ کو فروخت کر دی

پہلی گولی گلاب سنگھ نے مسلمانوں پر ظلم کی حد کر دی ان پر بے تحاشا ٹیکس لگائے اور احتجاج پر ۲۹ اپریل ۱۸۶۵ء کو مظاہرین پر گولی چلا کر ۱۸ مسلمان شہید کر دیے

۱۹۰۲ء پنڈتوں نے مسلمانوں کی مزید آمد روکنے کے لیے قانون منظور کروالیا کہ باہر سے آ کر کوئی کشمیر میں زمین نہ خرید سکے گا۔

۱۹۴۶ء مہاراجہ نے شیخ عبداللہ کو جیل میں ڈال دیا کیونکہ تقسیم ہند کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ کشمیر کو خود مختار ریاست منوانا چاہتا تھا۔

۱۹۴۷ء پاکستان سے الحاق میں راجہ کی پس و پیش پر پونچھ کے عوام نے بغاوت کر

دی۔ انکی مدد کے لیے پاکستان کے انگریز جرنیل فرینک میسروی نے فوج بھجوانے سے انکار کر دیا۔

۲۱ اکتوبر　مجبوراً کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لیے قبائلی لشکر کشمیر میں داخل ہو گیا جس نے دریائے جہلم عبور کرتے ہی راجہ ہری سنگھ کی فوج کو سرنگوں کروالیا

۲۶ اکتوبر　لشکر مظفر آباد سے آگے سری نگر کے قریب بارہ مولا تک پہنچ گیا تو راجہ ہری سنگھ سری نگر سے بھاگ کر جموں چلا گیا۔ لشکر کے حملہ اور ہری سنگھ کے فرار پر آدھی رات کو وی پی مینن بذریعہ جہاز جموں جا کر ہری سنگھ سے 'عارضی' دستاویزِ الحاق پر دستخط کروا لایا، جس کے ذریعہ مہاراجہ نے دفاع، خارجہ، مواصلات کے تین امور مرکزی حکومت کے حوالہ کیے تھے۔ ماؤنٹ بیٹن کی منظوری کے بعد رات ہی رات میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ جنگی اسلحہ اور فوج کو سری نگر میں اتار دیا۔

۲۷ اکتوبر　فوج نے ۲۷ اکتوبر کو قبائلی لشکر کو سری نگر میں داخلہ سے روک دیا۔

عارضی　مونٹ بیٹن کے دستخط وقت، ہری سنگھ کے نام خط میں، اقوام متحدہ میں، اور برطانوی وزیر ہینڈرسن کے دورے میں اس الحاق کو عارضی ہی کہا گیا۔

۳۰ اکتوبر　نہرہ نے ہری سنگھ کی مرضی کے برعکس شیخ عبداللہ کو ریاست کا وزیر ۱۹۴۷ء اعظم بنا دیا جس کے ساتھ ۱۹۳۸ء سے نہرو کی گہری دوستی تھی۔

۳۱ اکتوبر　نہرہ نے لیاقت کو لکھ یہ عارضی انظام ہے رائے شماری کرائیں گے۔

۱۹۴۹ء　اپنی حکومت کے دوام کی خاطر شیخ عبداللہ نے نہرو سے مذاکرات کے بعد ۱۹۴۹ء میں کشمیر کے یے خصوصی سٹیٹس کی بات منوالی اور آئین کے مسودہ میں

دفعہ ۳۷۰ شامل کر کے کشمیر کو خصوصی حیثیت دے دی گئی۔ 1

۱۹۵۰ء ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو بھارتی آئین نافذ ہوا تو اس میں دفعہ ۳۷۰ شامل تھی جس کے ذریعہ دفاع، خارجہ اور مواصلات کے تین امور بھارتی حکومت کے ذمہ تھے۔ لکھا گیا تھا کہ اس دفعہ میں ترمیم صرف ریاست کی آئین ساز اسمبلی کر سکے گی

۱۹۵۱ء آئین ساز اسمبلی الیکشن ہوئے جن میں شیخ عبداللہ کو اکثریت مل گئی

۱۹۵۷ء ۲۶ جنوری کو آئین نافذ ہو گیا اور آئین ساز اسمبلی تحلیل ہو گئی۔ اسمبلی نے یہ دفعہ ختم یا تبدیل نہیں کی۔ اور آرٹیکل ۳۷۰ بھارتی آئین کا مستقل حصہ بن گیا۔

۲۰۱۹ء ۵ اگست کو بھارت نے یکطرفہ طور پر تمام یقین دہانیوں، UN کی قراردادوں اور بین الاقوامی وعدوں کے برعکس یہ دفعہ ختم کر دیا اور ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو باقاعدہ اپنی حدود میں شامل کر کے ریاستی حیثیت ہی ختم کر دی، اور غیر کشمیری ہندوؤں کو بھی کشمیر میں جائیداد خریدنے کا حق دے دیا۔ اب ریاست کی آبادی میں مسلم اکثریت بتدریج ختم کر دی جائیگی۔

۳۰ دسمبر آخر کار ۳۰ دسمبر ۲۰۱۹ء کو بھارت نے کشمیر کو تین حصوں، لداخ، جموں اور کشمیر میں تقسیم کر کے مرکزی حکومت کے کنٹرول میں لے لیا۔ قصہ ختم۔

حل: ہماری رائے میں پاکستان کو بھرپور سفارتی کوششیں جاری رکھنی، کنٹرول لائن پر نظر، اور صحیح وقت و موقعہ کا انتظار کرنا چاہیے۔

گلگت بلتستان اور سیاچین

1

جموں وکشمیر کے حقائق سے آگاہ حضرات جانتے ہیں کہ آزاد کشمیر اور گلگت و بلتستان کے علاقے تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت پاکستان کا حصہ نہیں بنے تھے بلکہ انہیں 1947-48 میں زیادہ تر مقامی حریت پسندوں اور کچھ ہمارے قبائلی بھائیوں نے مسلح جدوجہد سے ہندو ڈوگرا تسلط سے آزاد کرایا تھا۔ اس دوران میں 27 اکتوبر 1947 کو بھارتی فوجیں جموں کشمیر میں داخل ہو گئیں تو پاک فوج بوجوہ بہت تاخیر سے حریت پسندوں کی مدد کو پہنچی ۔ چودہ ماہ کی معرکہ آرائیوں کے بعد وزیراعظم لیاقت علی خان نے بھارتی حکومت کی یو این او میں کرائی گئی اس یقین دہانی پر اعتبار کرتے ہوئے یکم جنوری 1949 کو جنگ بندی تسلیم کر لی کہ مسئلہ جموں کشمیر رائے شماری سے حل کر لیا جائے گا لیکن بھارتی وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو چند سال بعد اس عالمی وعدے سے مکر گئے اور جموں کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ قرار دینے لگے۔

۱۹۶۵ء کی ۱۷ استرہ روزہ جنگ بھی کشمیر کی خاطر لڑی گئی جو روسی مداخلت پر بے نتیجہ بند ہو گئی اور عدم جارحیت کا معاہدۂ تاشقند طے ہو گیا جس میں جنگ بندی لائن کو لائن آف

کنٹرول قرار دے دیا گیا۔ بھارت نے مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کرنے کی شق پر کبھی نیک نیتی سے عمل نہ کیا۔ جنگ ستمبر ۶۵ میں پاک فوج کی برتری کا بدلہ بھارت نے دسمبر 1971 کی جنگ میں یوں لیا کہ پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا اور قوم کو سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ دیکھنا پڑا۔ تب بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے فخر سے کہا کہ ہم نے ہزار سالہ غلامی کا بدلہ لے لیا ہے اور نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ اس جنگ کے آخری دنوں ہی میں بھارت نے کرگل کی چوٹیوں، چھور بٹ اور ترتک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا مگر ہمارے وزیر اعظم بھٹو صاحب کو شملہ معاہدہ میں یہ علاقے واپس لئے بغیر جنگ بندی لائن کے بجائے نئی کنٹرول لائن تسلیم کرنی پڑی۔ یوں کارگل کی چوٹیاں اور چھور بٹ 23 برس ہمارے قبضے میں رہنے کے بعد بھارت کے قبضے میں چلے گئے۔ میڈیا پر قابض بھٹو حکومت نے اس نقصان کی قوم کو ہوا تک نہ لگنے دی۔ پھر اٹھائیس سال بعد جنرل پرویز مشرف نے کارگل کی چوٹیوں پر چڑھائی کی مگر بات نہ بنی اور چند ماہ بعد جولائی 1999 میں وزیر اعظم نواز شریف کے حکم پر چوٹیاں خالی کرنی پڑیں جو امریکہ کے صدر کلنٹن کا دباؤ نہ سہہ سکے۔ ان دنوں سکردو میں چھور بٹ کے دسمبر 1971 سے ادھر کے ہوئے افراد سے معلوم ہوا کہ جو تعلیم اور کاروبار کے لئے ادھر پاکستان میں تھے وہ یہیں رہ گئے اور ان کے بھائی بند اُدھر چھور بٹ میں بھارتی رعایا بن گئے۔ کرگل کی چوٹیوں کے دوسری طرف واقع کرگل شہر ہے اس پر 1948 میں مجاہدین آزادی نے قبضہ کر لیا تھا مگر پھر ان کو کمک نہ ملنے سے بھارتی فوج اس پر قابض ہو گئی تھی بلکہ 1948 میں تو مجاہدین دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے لداخ کے دارالحکومت لیہہ تک پہنچ گئے تھے۔ اوائل 1984 میں بھارت نے اسی علاقے سے آگے بڑھ کر

سیاچن گلیشیر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا حالانکہ 1949 سے 70 کلو میٹر لمبا یہ گلیشیر پاکستانی عملداری میں شمار ہوتا تھا اور دنیا بھر کی کوہ پیما ٹیمیں حکومت پاکستان سے اجازت لے کر ادھر کا رخ کرتی تھی اور 35 برس تک خود بھارتی مصنفین اپنی کتابوں میں سیاچن کو پاکستانی علاقہ شمار کرتے رہے۔لیکن بھارتی حکمرانوں نے 35 برس بعد اس خطے میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔کوہستان قراقرم کی بلندیوں پر واقع سیاچن گلیشیر کے جنوب سے جنگ بندی لائن مشرق میں پانچ ہزار پانچ سو اٹسٹھ میٹر بلند درہ قراقرم تک جاتی تھی جو چین کی سرحد پر واقع ہے۔یہیں درہ قراقرم کے مشرق سے لیکر جنوب میں دریائے سندھ تک اقصائے چین کا تکونی علاقہ ہے جس پر اکتوبر 1962 سے چین کا قبضہ ہے مگر بھارت کو ابھی تک اسے واپس لینے کی جرأت نہیں ہوئی۔اقصائے چین تقریبا سترہ ہزار مربع کلومیٹر کا علاقہ ہے جو انیسویں صدی کے وسط میں ہندو ڈوگرا مہاراجہ گلاب سنگھ نے ریاست جموں کشمیر میں شامل کیا تھا۔اقصائے چین سے دریائے سندھ کا ایک بڑا معاون دریائے شیوک نکلتا ہے جو جنوب سے چکر کاٹ کر کوہستان قراقرم اور کوہستان لداخ کے درمیان بہتا ہے تبت (چین) سے آنے والا دریائے سندھ مقبوضہ کشمیر کے چینی مقبوضہ علاقہ دیمچوک میں سے گزر کر کوہستان لداخ کے جنوب میں بہتا ہے اور لیہہ سے آگے دریائے کرگل کا پانی سمیٹتا ہوا یہ عظیم دریا کنٹرول لائن پار کر کے دریائے شیوک کو بھی اپنے اندر شامل کر لیتا ہے۔خپلو کے قریب سیاچن سے آنے والا دریائے سالتورو اور گیشہ بروم چوٹی 8086 میٹر کی طرف سے نکلنے والا دریا ہوشے دریائے شیوک میں آن ملتے ہیں۔گیشہ بروم کے مزید شمال میں دنیا کی دوسری بلند ترین 8611 میٹر اونچی چوٹی کے ٹو K2 پاک چین سرحد پر واقع ہے۔سیاچن اور کے ٹو کے شمال میں اڑھائی تین ہزار مربع

کلومیٹر کا علاقہ 1963 کے سرحدی معاہدہ میں پاکستان نے چین کے لئے چھوڑ دیا تھا. چنانچہ اقصائے چین اور دیمچوک سمیت یہ تینوں علاقے اٹلسوں میں Claimed & Administered by China کی وضاحت کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں۔سکردو کے مشرق میں دریائے شگر کے ٹو کی طرف سے آ کر دریائے سندھ میں شامل ہوتا ہے۔سکردو سے آگے دریائے سندھ مزید شمال مغرب کو بہتا ہے اور پھر جنگلوٹ کے پاس دریائے گلگت و ہنزہ کے پانی لے کر جنوب کو بہنے لگتا ہے۔ درہ خنجراب سے دریائے ہنزہ و گلگت کے ساتھ ساتھ آنے والی شاہراہ ریشم یہیں سے دریائے سندھ کا کنارہ لیتی ہے۔ اس جغرافیائی تناظر میں سیاچن گلیشیر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے چنانچہ جموں و کشمیر کے بڑے حصے پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ رکھنے کے ساتھ ساتھ سیاچن گلیشیر پر بھی چڑھائی کر رکھی ہے۔فوجی صدر ضیاء الحق سے سوال کیا گیا تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ سیاچین تو برف کا ایک بنجر غیر آباد تودہ ہے جہاں گھاس بھی نہیں اگتی۔گزشتہ تین دہائیوں میں اس برفزار پر بھارت کے کم وبیش پانچ ہزار فوجی مارے جا چکے ہیں جبکہ پاکستانی فوجی شہداء کی تعداد بھی تقریباً 3 ہزار ہے۔سانحہ گیاری میں پاکستان کے سوا سو فوجی اور تیرہ چودہ شہری ایک دیوہیکل برفانی تودے کے نیچے دب کر شہید ہو گئے تھے۔اواخر اپریل میں سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف فوجیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے سیاچین کے قریب گیاری کے مقام پر پہنچے اور واپسی پر انہوں نے جوش اظہار میں سیاچن سے یکطرفہ طور پر پاکستانی فوج واپس بلانے کی افلاطونی تجویزیوں پیش کر دی جیسے میاں صاحب کی خواہش کے جواب میں بھارت خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیاچن سے انخلاء کا فوری اعلان کر دے گا۔24 برس پہلے دسمبر 1988 میں بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے اسلام آباد

میں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے ساتھ بند کمرے کی ملاقات میں سیاچن سے انخلاء کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدے کے عوض بے نظیر بھٹو کے بقول ہم نے ان کی مدد کی اور وہ مدد بھارتی پنجاب کے خالصتانی سکھوں کی بھارت سے علیحدگی کی تحریک دبانے کے لئے سکھ حریت پسندوں کی فہرست دیکر کی گئی جس میں پاکستان کے ایک بہت معروف قانون دان کا نام بھی آتا ہے جسے سابق وزیر قانون بابر اعوان نے اپنے دورۂ بھارت سے واپس آکر اپنے کالم ''وکالت نامہ'' میں فاتحۂ خالصتان لکھا ہے۔ دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ راجیو گاندھی نے بینظیر بھٹو سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ جو پورا نہ کیا گیا۔

اواخر 2007 میں بے نظیر کی خواہش پر ان کے دوست بھارتی صحافی کرن تھا پر نے راجیو حکومت کے سیکریٹری خارجہ پارتھا سارتھی سے کہا کہ بے نظیر بھٹو کی خواہش ہے کہ آپ میڈیا میں اس قسم کا بیان دیں کہ بے نظیر بھٹو نے تو وعدہ پورا کر دیا تھا مگر راجیو نے سیاچن سے فوجیں ابھی واپس نہیں بلائیں۔ اس پر پارتھا سارتھی نے ٹکا سا جواب دے دیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں بے نظیر بھٹو کو خوش کرنے کے لئے اپنے وزیر اعظم کو جھوٹا کہوں۔

امید ہے اس مختصر مضمون سے کشمیر، گلگت، بلتستان اور سیاچین کے مسئلہ اور ہندوستان کے رویہ کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہوسکیں گی۔

محمد بشیر ہرل۔ 0333-6517766
دبستان فکر اقبال، ۵ فروری ۲۰۲۰

"تعارف حاصلِ مطالعہ" سیریز

1

"حاصل مطالعہ" سلسلۂ مضامین عدیم الفرصت خواتین وحضرات کے استفادہ کی خاطر ترتیب دیے جا رہے ہیں۔ ان میں حتی الوسع اختصار کی کوشش کی جاتی ہے اور توجہ موضوع کے اہم معلوماتی پہلو پر مرکوز رکھی جاتی ہے۔ جذباتیت، تعصب اور غلو سے پرہیز کی شعوری کوشش کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ کی سابقہ کتب پر سنجیدہ اہلِ علم نے پسندیدگی اور فراخدلانہ ستائش کا اظہار فرمایا ہے۔

حاصل مطالعہ سلسہ کی چند کتب

صاحب قرآن ﷺ	سوانح نبوی ﷺ بہ ترتیب زمانی
تلخیص مضامین القرآن	قرآن حکیم کی تمام سورتوں کے مضامین کا جدید اردو میں بیان
مضامین القرآن بہ ترتیب نزولی	قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا نزولی ترتیب سے بیان
ذکرِ حبیب ﷺ	سیرۃ پر مختصر، جامع اور مستند کتاب۔ مقابلۂ کتب میں انعام یافتہ
سانحۂ کربلا	تاریخی پس منظر
علامہ اقبال کا سفر حیات	اجمالی سانحِ حیات
تذکرۃ الکریم	حضرت مولانا محمد عبدالکریم ہرل کے اجمالی سوانح اور تعلیمی اسفار
سی ایس ایس گائیڈ	مقابلہ کے امتحانات کے لیے جنرل نالج کے 400MCQs
بنی اسرائیل	مختصر تعارف اور تاریخ
قدیم ترین مجموعہ ہائے قوانین	حمورابی اور ارنامو وغیرہ کے ہزاروں سال قدیم قوانین کا ترجمہ
اسلامی اور پاکستانی حکومتیں	ڈیڑھ ہزار سال کی مختصر روئیداد
مسئلۂ کشمیر	قضیہ کا پس منظر، تاریخ اور حالیہ صورت حال
حاصلِ مطالعہ	مختصر مضامین اور تقاریر

تعارف مصنف

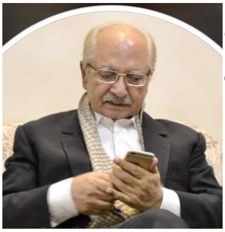

بزرگ مصنف جناب محمد بشیر ہرل واٹر ٹریٹمنٹ کی معروف کمپنی بی ایچ انڈسٹریز کے سربراہ ہیں۔ آپ کو سنجیدہ مطالعہ، حج بیت اللہ سمیت ایشیاء یورپ اور امریکہ کے بیشتر ممالک کے متعدد سفر اور مختلف مذاہب کے لوگوں سے تبادلہ خیالات کے مواقع میسر رہے ہیں۔ عوام الناس بالخصوص نوجوان نسل میں قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے بارے میں معلومات کی کمی کے پیش نظر عمر کے آخری حصے میں سیرت النبی اور مضامین القرآن پر آسان زبان میں کتب تحریر کر رہے ہیں۔